کتابتِ حدیث کا آغاز وارتقا

نصراللہ لغاری*

ABSTRACT:

In the early days of Risalat, Hadith had gained an important status, but it was not deemed necessary to codify or compile them like Holy Quran.

The reasons were as under:

1: *During the era of Risalat, there were very fen literate people, and as per the directives of Hazrat Muhammad (PBUH) they concentrated more on memorizing Quran and inscribing it.*

2: *The Arabs had a strong memory, that is why, they considered inscribing a demerit.*

3: *The verses of Holy Quran used to be inscribed on the bark of trees and animal skin, which made the preservation of Ahadith troublesome.*

4: *There was a great danger of Quranic verses being mixed-up with the commandments and matters of Hadith.*

5: *By inscribing Ahadith, the Sahaba would have started depending on that record and had stopped memorizing it.*

It is verified through some statements and incidences that later on when education became common and the Sahaba got familier with the Holy Quran, the Holy Prophet (PBUH) consented to inscribe Ahadith. Among the Sahabas Hazrat Abu Hurerah (R.A) narrated the maximum number of Ahadith (5374). Followed by Hazrat Abdullah Bin Umar, Hazrat Anas Bin Malik, Hazrat Ali (R.A) and others. Among the Tabeen Imam Shabi compiled the book titled "Al Abwab". Hazrat Umar Bin Abdul Aziz (R.A) formally started the compilation of Ahadith in 101 Hijrah, which proceeded in an organized way and a number of books of Hadith were compiled.

تعارف

آغازِ اسلام میں کتابت حدیث کی چنداں ضرورت محسوس نہ کی گئی، احادیث کو زبانی یادرکھنے کی تلقین کی گئی، کیوں کہ اس زمانے میں حجاز کے بیش تر لوگ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے، اس امر کا اندازہ اس بات سے بھی ہوسکتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں صرف سترہ افراد تعلیم یافتہ تھے جن میں حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ، حضرت ابوسفیان بن حربؓ، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہؓ، حضرت حاطب بن عمروؓ، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ اور پانچ خواتین حضرت شفاء بنت عبداللہؓ، حضرت حفصہ بنت عمرؓ، حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ، حضرت کریمہ بنت مقدادؓ اور حضرت عائشہ بنت سعدؓ قابل ذکر ہیں۔(۱)

* ریسرچ اسکالر: شعبہ اسلامیات، جامعہ سندھ برقی پتا: profdrishaq@gmail.com

تاریخِ موصولہ: ۲۰۱۴/۴/۴ء

مدینہ منورہ میں اوس اور خزرج قبیلے کے اکثر لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے جن میں حضرت سعد بن عبادہؓ، حضرت منذر بن عمروؓ، حضرت اُبیؓ بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت رافع بن مالکؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ وغیرہ شامل ہیں۔(۲) اس لیے قرآنِ حکیم نے حجاز کے لوگوں کو اُمّی کہا ہے اور حضور اکرم ﷺ کے لیے بھی النبی الامی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ اہلِ عرب کا حافظہ بہت قوی تھا۔وہ اپنے خاندان کا شجرہ، تاریخی واقعات، طویل خطبات، سینکڑوں اشعار پر مشتمل قصائد زبانی یاد رکھا کرتے تھے۔ان کا حافظہ اس حد تک قوی تھا کہ وہ لکھنے کو یادداشت کی کمزوری اور عیب تصور کیا کرتے تھے۔

جب قرآن حکیم کا نزول ہوا تو اہلِ عرب کے عام رواج کے مطابق حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اسے زبانی یاد کیا، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے کہ "بَلۡ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِىۡ صُدُوۡرِ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ" (العنکبوت، آیت ۴۹) یعنی "یہ روشن نشانیاں ان لوگوں کے دلوں میں ہیں جنہیں علم بخشا گیا ہے"۔

کیونکہ قرآن حکیم ایک مکمل معجزہ اور بذریعہ وحی نازل ہونے والا کلام ہے جس میں کسی لفظی تغیر و تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اسی لیے حضور اکرم ﷺ نے ابتداء ہی سے قرآن حکیم کی کتابت کا اہتمام فرمایا۔آپ ؐ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی تو آپ ؐ اسے لکھوا دیا کرتے (۳) اور صحابہ کرامؓ کو یاد بھی کرا دیا کرتے تھے۔حفظِ قرآن اور تلاوتِ قرآن پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔

حدیث کا معاملہ مختلف تھا۔حدیث کا مفہوم آپ ؐ کے قلبِ اطہر پر وارد ہوتا تھا جسے آپ ؐ اپنے الفاظ میں بیان فرما دیا کرتے تھے۔یہ الفاظ موقع کی مناسبت سے مختلف بھی ہوا کرتے تھے، کیونکہ آپ ؐ کے پیشِ نظر معاشرے کے سبھی افراد ہوا کرتے تھے جو فہم و فراست کے اعتبار سے یکساں نہ تھے۔

حضور اکرم ﷺ کو اپنی قوم کے افراد کے حافظے اور یادداشت پر پورا اعتماد تھا کیونکہ وہ جو کچھ سنتے تھے اسے یاد کر لیا کرتے تھے۔اس کی ایک مثال یہ ہے کہ مدینے کے گورنر مروان نے بطورِ امتحان حضرت ابو ہریرہؓ کو دعوت پر بلایا اور کچھ احادیث بیان کرنے کی فرمائش کی۔پردے کے پیچھے ایک کاتب ابوالزعزہ موجود تھا جو بیان کردہ احادیث کو لکھتا رہا۔ایک سال کے بعد دوبارہ حضرت ابو ہریرہؓ کو دعوت دی اور اسی طرح وہی احادیث دوبارہ بیان کرنے کے لیے کہا۔کاتب نے تصدیق کی کہ آپؓ کی بیان کردہ احادیث میں ایک لفظ کا بھی فرق نہ تھا۔(۴)

اس واقعے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس زمانے کے لوگوں کا حافظہ کتنا تیز تھا۔اس لیے کتابتِ حدیث کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔

احادیث کی کتابت نہ کیے جانے کا دوسرا سبب یہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو قرآن حکیم کے علاوہ جوامع الکلم بھی عطا کیے گئے تھے جو حروف و معانی کے اعتبار سے بے مثال تھے، چنانچہ اس کا قوی امکان تھا کہ کوئی انہیں بھی وحی متلو نہ سمجھ لے۔(۵)
احادیث کی کتابت نہ کیے جانے کا تیسرا سبب یہ تھا کہ اس عہد میں کاتبین بہت ہی کم تھے اور مصحفِ قرآنی کو درختوں

کی چھال اور جانوروں کی کھال پر لکھا جاتا تھا۔ (۶) اگر احادیث کی کتابت کا بھی اہتمام کیا جاتا تو خاصی مشکل پیش آتی، اس لیے عام رواج کے مطابق زبانی یاد کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''مجھ سے قرآن حکیم کے علاوہ کچھ بھی روایت نہ کرو'' (۷)

احادیث کی کتابت سے روکے جانے کا چوتھا سبب یہ تھا کہ قرآن حکیم اور احادیث کو ایک ہی صفحے پر نہ لکھا جائے۔ اگر الگ صفحے پر لکھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ مراد یہ ہے کہ قرآن حکیم اور احادیثِ مبارکہ کے اشتباہ کا خطرہ تھا۔ اسی لیے حضرت عمر فاروقؓ نے کتابتِ حدیث کے سلسلے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کتابت کا مشورہ دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے حدیث کی کتابت کا ارادہ کیا لیکن مجھے گذشتہ اقوام کا خیال آیا جنہوں نے اپنی مذہبی کتب تحریر کیں اور ان کی طرف اس حد تک مائل ہوئے کہ اللہ کی کتاب ہی کو چھوڑ دیا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بیش تر صحابہؓ کی رائے کتابتِ حدیث کے حق میں تھی مگر صرف قرآنِ حکیم سے اشتباہ کے باعث ایسا نہ کیا گیا۔ (۸)

کتابتِ حدیث نہ کیے جانے کا پانچواں سبب یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ نے احادیث مبارکہ تحریر کرنے سے منع فرمایا تھا تاکہ صحابہ کرامؓ کی قوتِ حافظہ ضائع نہ ہو۔ اگر وہ لکھنا شروع کر دیتے تو تحریر پر تکیہ کرتے ہوئے قوتِ حافظہ پر توجہ نہ رہتی اور آہستہ آہستہ حافظے کی قوت ختم ہو جاتی۔

کتابت حدیث کی اجازت

۱۔ ''جامع ترمذی'' میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا اور آپؐ کی گفتگو سماعت کیا کرتا تھا۔ اسے یہ گفتگو (احادیث) پسند بھی تھی لیکن وہ اسے یاد نہیں کر پاتا تھا۔ اس نے آنحضرت ﷺ سے اپنے حافظے کی کمزوری کا تذکرہ کیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم لکھ لیا کرو۔ (۹)

۲: حضرت رافع بن خدیجؓ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپؐ کے ارشادات سن کر انہیں لکھ لیتے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ (۱۰)

۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے جو کچھ سنا کرتا تھا اسے یاد رکھنے کی غرض سے لکھ لیا کرتا تھا۔ بعد ازاں لوگوں نے مجھے روکا اور کہنے لگے کہ تم جو کچھ حضور اکرم ﷺ سے سنتے ہو، اسے لکھ لیتے ہو، جبکہ حضور اکرم ﷺ بھی انسان ہیں اور وہ مختلف کیفیات میں گفتگو فرماتے ہیں۔ میں نے یہ سن کر لکھنا بند کر دیا، میں نے حضور اکرم ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے اپنی انگشت مبارک سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''تم لکھو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس منہ سے سوا حق کے اور کچھ نہیں نکلے گا''۔ (۱۱)

۴: حضرت انسؓ سے طبرانی اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے حاکم نے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی نقل کیا ہے کہ علم کو کتابت سے قید کرو، یعنی لکھو۔ (۱۲)

۵: فتح مکہ کے سال میں خزاعہ قبیلے کے لوگوں نے بنی لیث کے ایک شخص کو قتل کردیا۔ جب حضور اکرمﷺ کو بتایا گیا تو آپؐ نے اپنی سواری پر چڑھ کر ایک خطبہ دیا جس میں حرم کی حرمت، اس کے آداب اور قتل کی دیت اور قصاص کا بیان تھا۔ جب آنحضرتؐ خطبے سے فارغ ہوئے تو ایک یمنی صحابی حضرت ابوشاہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! میرے لیے اس خطبے کو لکھوا دیجئے۔ آپؐ نے حکم فرمایا کہ انہیں خطبہ لکھ کر دے دیا جائے۔(۱۳)

۶: حضور اکرمﷺ نے جب حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو اپنا سفیر مقرر کر کے ہجر کے مجوسی مذہب کے لوگوں کی طرف بھیجا تو انہیں ہدایات ارسال کیں جن میں زکوٰۃ اور عشر کے بارے میں مختلف احکام تھے۔(۱۴)

۷: حضور اکرمﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت مالک بن مرارہؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں بھی ایک دستاویز عنایت فرمائی جس میں شریعت کے احکام تھے۔(۱۵)

۸: حضرت وائل بن حجرؓ جب یمن سے آنحضرتﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور وطن واپس جاتے ہوئے انہوں نے آپؐ سے درخواست کی کہ ''اکتب لی الیٰ قومی کتابا'' یعنی قوم کے لیے ایک کتاب (ہدایت نامہ) لکھوا دیجئے تو حضور اکرمؐ نے حضرت امیر معاویہؓ سے تین دستاویزات لکھوائیں۔ ان میں سے ایک میں حضرت وائل بن حجرؓ کے ذاتی معاملات سے متعلق ارشادات تھے اور باقی دو میں نماز، زکوٰۃ، شراب کی حرمت، عشر اور دیگر شرعی معاملات کے بارے میں احکام مذکور تھے۔(۱۶)

۹: حضرت منقذ بن حیانؓ نے جن کا تعلق قبیلہ عبدالقیس سے تھا، آپﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ وطن کی طرف واپسی کے موقع پر آپؐ نے انہیں ایک دستاویز عنایت فرمائی۔ وہ وطن واپس ہوئے لیکن وہ دستاویز اپنے قبیلے والوں کو نہ دکھلائی۔ جب ان کے سسر نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے یہ دستاویز ان کے حوالے کردی جنہوں نے اسے پڑھ کر قبیلے والوں کو سنایا۔ اس کے نتیجے میں پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔ عبدالقیس کا مشہور وفد اس واقعے کے بعد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کا تفصیلی ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔(۱۷)

۱۰: قبیلہ غامد کا ایک وفد حضور اکرمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہوا۔ حضور اکرمؐ نے انہیں حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف بھیجا۔ انہوں نے انہیں قرآن حکیم کی تعلیم دی۔ بعد ازاں حضور اکرمؐ نے ان کے لیے ایک کتاب لکھوائی جس میں شریعت کے احکام تھے۔(۱۸)

۱۱: قبیلہ خثعم کا ایک وفد آپﷺ کی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابن سعد نے ثقہ راویوں سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ اس کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس لیے ہمیں ایک کتاب لکھوا دیجئے تا کہ ہم اس پر عمل کرسکیں۔ اس پر آپؐ نے ان کے لیے ایک کتاب (ہدایت نامہ) لکھوائی۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ اور دیگر اس کے شاہد تھے۔(۱۹)

۱۲: ثمالہ اور حدان نامی قبائل کے وفد فتح مکہّ کے بعد حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ آپﷺ نے ان کے

لیے ایک دستاویز لکھوائی جس میں زکوٰۃ کے بارے میں احکام تھے۔ اسے حضرت سعد بن عبادہؓ نے تحریر کیا اور حضرت محمد بن مسلمہؓ شاہد تھے۔ (۲۰)

۱۳: حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمرو بن حزمؓ کو اہلِ نجران کی طرف عامل بنا کر بھیجا۔ ان کی عمر اس وقت سترہ سال تھی اور انہیں ایک دستاویز بھی دی گئی۔ اس دستاویز میں فرائض، سنتوں اور قصاص سے متعلق احکام درج تھے۔ حضرت ابن شہاب زہریؒ سے روایت ہے کہ یہ کتاب چمڑے پر لکھی گئی تھی اور حضرت عمرو بن حزمؓ کے پوتے ابو بکر بن حزم کے پاس موجود تھی اور وہ یہ کتاب میرے پاس بھی لائے تھے اور میں نے اس کا مطالعہ کیا تھا۔ (۲۱)

حافظ ابن کثیر اس کتاب سے متعلق لکھتے ہیں کہ اس کتاب پر تمام اہل اسلام اعتماد کرتے تھے اور اہم مسائل میں اس سے رجوع کیا کرتے تھے۔ یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ میرے علم میں عمرو بن حزم کی کتاب سے بہتر کوئی کتاب نہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے اصحابؓ بھی اس کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور اپنے راویوں کو ترک کر دیا کرتے تھے (یعنی اس کتاب کے مقابلے میں) حافظ سعید بن مسیّبؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے انگلیوں کی دیت کے بارے میں اس کتاب سے رجوع کیا تھا۔ حافظ جمال الدین زیلعی نے ''نصب الرایہ'' میں نقل کیا ہے کہ عمرو بن حزم کی کتاب کو چاروں ائمہ نے قبول کیا ہے۔ سنن نسائی، مسند احمد، ابو داؤد، دارمی، ابن حبان اور بیہقی میں اس کی احادیث موجود ہیں اور مؤطا امام مالک میں بھی اس کی روایت کردہ احادیث موجود ہیں اور حاکم نے المستدرک میں صرف کتاب الزکوٰۃ میں اس کی تریسٹھ (۶۳) احادیث نقل کی ہیں۔

۱۴: حضور اکرم ﷺ فریضہ زکوٰۃ سے متعلق شریعت کے احکام ایک دستاویز میں تفصیلی طور پر املا کروائے تھے جس میں مختلف قسم کے قابل زکوٰۃ اموال پر زکوٰۃ کی شرح اور مقدار تفصیل سے ذکر کی گئی تھی۔ اس دستاویز کو ''کتاب الصدقۃ'' کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: ''حضور اکرمؐ نے ''کتاب الصدقۃ'' لکھوائی اور ابھی اپنے گورنروں کو بھیجنے نہ پائے تھے کہ آپؐ کا وصال ہوگیا۔ آپؐ نے اسے اپنی تلوار کے ساتھ منسلک کر لیا تھا پھر جب آپؐ کا وصال ہوگیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس پر عمل کیا حتیٰ کہ ان کا بھی انتقال ہوگیا، پھر حضرت عمرؓ نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ ان کا بھی انتقال ہوگیا، کتاب میں یہ ذکر کیا گیا تھا کہ پانچ اونٹوں پر ایک بکری قابل زکوٰۃ ہے''۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد یہ کتاب ان کے خاندان میں محفوظ رہی۔ امام زہریؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عمر فاروقؓ کے دونوں پوتوں ''عبداللہ اور سالم'' سے اس کتاب کی نقل حاصل کی۔ امام زہریؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو حفظ کر لیا ہے۔ (۲۲)

۱۵: حضرت عبداللہ بن حکیمؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے وفات سے ایک ماہ قبل قبیلہ جہینہ کی طرف یہ تحریری ہدایت بھیجی تھی کہ مُردار کی کھال اور ہڈیوں کو استعمال نہ کیا جائے۔ (۲۳)

مندرجہ بالا تمام بیانات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں احادیثِ مبارکہ کی کتابت کی اجازت دے دی تھی۔ آپؐ نے صرف ابتدائی زمانے میں حدیث کی کتابت سے منع فرمایا تاکہ قرآنِ حکیم سے

حدیث کا اشتباہ نہ ہو۔ جب صحابہ کرامؓ قرآنِ کریم سے مانوس ہوگئے اور لکھنا پڑھنا بھی عام ہوگیا تو آنحضرتؐ نے تحریر حدیث کی اجازت دے دی۔

عہدرسالت میں صحابہ کرامؓ کی تحریر کردہ کتابیں

ا:صحابہ کرامؓ نے قرآنِ حکیم کی طرح احادیث کو اس لیے ایک صحیفے کی شکل میں مدون نہ کیا کہ حضور اکرمﷺ کی خدمت میں مختلف علاقوں کے افراد آیا کرتے تھے۔اکثر ایسا ہوتا کہ بیان حدیث کے وقت صرف وہی شخص یا اشخاص خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے۔اس لیے بعض احکام سے صرف وہی آگاہ ہوتے۔ چنانچہ ان بکھری ہوئی احادیث کی ترتیب وتدوین بہت دشوار تھی۔

۲: قرآنِ حکیم کی طرح احادیث کے الفاظ متعین نہ تھے۔مثال کے طور پر دس افراد آپﷺ کی مجلس میں آئے اور انہوں نے کوئی حدیث سنی۔ ہر شخص کے بیان کرنے کا انداز مختلف تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض الفاظ میں کوئی تبدیلی واقع ہوگئی ہو۔اس لیے کہ اصل مقصد صرف مفہوم بیان کرنا تھا۔اس کے علاوہ حضور اکرمؐ ایک ہی بات کو مختلف الفاظ میں بھی بیان فرمایا کرتے تھے۔لہٰذا قرآنِ حکیم کی طرح احادیث کو محفوظ کرنا مشکل تھا۔اگر ایسا کوئی مجموعہ ترتیب دیا بھی جاتا تو اس میں حضور اکرمؐ کے تمام ارشادات موجود نہ ہوتے۔اس کا نتیجہ یہ بھی ہوتا کہ لوگ صرف اس نسخے کو مستند سمجھتے اور یوں آپؐ کے بے شمار ارشادات مدوّن نہ ہو پاتے۔اس لیے صحابہ کرامؓ نے احادیث جمع کرنے پر زیادہ توجہ نہ دی اور امت کے لیے طلب اور جستجو کا میدان خالی رکھا تاکہ وہ جہاں سے چاہیں احادیث تلاش اور جمع کریں۔لہٰذا خلافتِ راشدہ کے زمانے میں صرف قرآنِ حکیم کی تدوین واشاعت کی طرف توجہ دی گئی اور تدوینِ احادیث کا معاملہ لوگوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔ یوں کچھ لوگوں نے احادیث حفظ کیں اور بہت سے لوگوں نے انہیں تحریر کیا۔اس طرح احادیث محفوظ ہوگئیں۔

حضور اکرمﷺ کے وصال کے بعد لوگ آپؐ کے دیدار سے محروم ہوگئے اور وہ صحابہ کرامؓ کی طرف رجوع کرنے لگے۔اس کے بعد صحابہ کرامؓ نے جو کچھ آنحضرتؐ کو کرتے ہوئے دیکھا تھا وہ تابعین کو سکھایا اور جو کچھ آپؐ کی زبان مبارک سے سنا تھا ان سے بیان کیا۔مراد یہ ہے کہ آپؐ کا کوئی قول وفعل نہ تھا جو صحابہ کرامؓ نے تابعین سے بیان نہ کیا ہو۔ یوں احادیث صحابہ کرامؓ سے منتقل ہوکر تابعین تک پہنچیں۔

حضور اکرمﷺ کی حیات مبارکہ میں بعض صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے ارشادات کو تحریر کرلیا تھا۔وصالِ نبویؐ کے بعد ان میں اضافہ ہوتا رہا اور اگر کوئی تابعی حدیث نقل کرنا چاہتا تو اسے حفظ کرنے کی تاکید کی جاتی۔حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک دن اپنی روایت لوگوں کو لکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ مجھے دکھاؤ۔ پھر انہوں نے اسے پانی سے دھوڈالا اور فرمایا کہ جس طرح ہم نے حضور اکرمؐ سے سن کر یاد کیا ہے اسی طرح تم بھی ہم سے سن کر یاد کرو۔ یہ تھا نبیؐ سے عشق!

''فتح الباری''میں ہے کہ صحابہؓ اور تابعین کی ایک جماعت کتابت کو پسند نہیں کرتی تھی۔وہ یہی چاہتے تھے کہ جس

طرح ہم نے حضور اکرم ﷺ سے سن کر یاد کیا ہے اسی طرح عام لوگ بھی ہم سے سن کر یاد کریں۔ کئی صحابہ کرامؓ نے احادیث کے مجموعے بھی ترتیب دیئے جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے مسودے

حضرت ابو ہریرہؓ نے دوسرے صحابہ کرام کی نسبت زیادہ احادیث روایت کی ہیں جن کی تعداد ۵۳۷۴ بتائی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنی زندگی صرف احادیث کی حفاظت اور نقل کے لیے وقف کر دی تھی۔ وہ مسجدِ نبوی ﷺ میں رہتے تھے تاکہ حضور اکرمؐ کے ارشادات سن سکیں۔ اس کے لیے انہوں نے بھوک، فاقہ کشی اور پیاس بھی برداشت کی۔ ان کے شاگرد حسن ابن عمرو فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ انہیں اپنے گھر لے گئے اور احادیث کے کئی مجموعے دکھائے۔ (۲۴) ان کے شاگردوں نے ان کی روایت پر مشتمل کئی مجموعے تیار کیے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا مسودہ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو آنحضرت ﷺ نے احادیث کی کتاب کی خصوصی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ انہوں نے ایک ضخیم مسودہ تیار کیا تھا جس کا نام ''الصحیفۃ الصادقۃ'' رکھا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اس مسودے کی حفاظت کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ ان کے شاگرد مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے پاس گیا اور ان کے تکیے کے نیچے رکھا ہوا مسودہ اٹھا لیا۔ جب انہوں نے مجھے روکا تو میں نے کہا کہ آپ تو مجھ سے کوئی شے پوشیدہ نہیں رکھتے؟ اس پر انہوں نے فرمایا یہ ''صادقۃ'' ہے۔ اس کی روایات میں نے اپنے کانوں سے حضور اکرمؐ سے سنی ہیں۔ اس وقت کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا۔ اگر یہ نسخہ، قرآنِ کریم اور وہظ (ان کے زیرِ انتظام ایک وقف زمین) موجود رہیں تو مجھے کسی اور چیز کی پروا نہیں۔

یہ مسودہ ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد کے پاس رہا۔ بعد ازاں عمرو بن شعیبؒ ان احادیث کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ یحییٰ بن معین اور علی بن المدینیؒ فرماتے تھے کہ عمرو بن شعیبؒ کی روایت کردہ تمام احادیث اسی مجموعے سے لی گئی ہیں۔ ابنِ اثیر کہتے ہیں کہ اس مسودے میں ایک ہزار احادیث تھیں۔ (۲۵)

۳۔ حضرت انس بن مالکؓ کا مسوّدہ

حضرت انس بن مالکؓ آپ ﷺ کے ان صحابہؓ میں سے تھے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ ان کی والدہ انہیں دس سال کی عمر میں حضور اکرمؐ کی خدمت میں لے کر آئیں۔ اس کے بعد وہ دس برس تک آپؐ کی خدمت میں رہے اور انہیں بہت سی احادیث سننے کا موقع ملا۔ ان کے شاگرد سعید بن ہلال کہتے ہیں کہ جب ہم بہت زیادہ اصرار کرتے تو وہ ہمیں کچھ کتابت شدہ مسودے دکھا کر فرماتے کہ یہ احادیث میں نے آنحضرتؐ سے سنی اور لکھیں ہیں اور اس کے بعد انہیں تصدیق کے لیے حضور اکرمؐ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ (۲۶)

۴۔حضرت علیؓ کا مسودہ

یہ بات مشہور ہے کہ سیّدنا حضرت علیؓ کے پاس حدیث کا ایک مسودہ موجود تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ قرآنِ حکیم اور اس مسودے میں جو کچھ ہے، میں نے حضورا کرمﷺ سے اس کے علاوہ کچھ روایت نہیں کیا۔(۲۷)

امام بخاریؒ نے چھ مقامات پر اس مسودے کا ذکر کیا ہے۔اس میں قصاص، دیت، فدیہ، اسلامی مملکت، غیر مسلموں کے حقوق، وراثت کے اہم مسائل، مختلف عمروں کے اونٹوں کی زکوٰۃ کے اصول، مدینے کی عظمت اور حرمت کے احکام تھے۔حضرت علیؓ نے یہ مسودہ آنحضرتؐ کی زندگی ہی میں تیار کرلیا تھا۔پھر اپنی خلافت میں انہوں نے محسوس کیا کہ اسلامی تعلیمات کی ترویج کے لیے لوگوں تک کتابت حدیث کا پہنچنا ضروری ہے۔ابن سعدؒ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے مسجد میں خطبہ دیا اور پھر لوگوں سے پوچھا کہ کون ہے جو ایک درہم میں علم خریدے۔مراد یہ تھی کہ جو حدیث سننا چاہے وہ ایک درہم کا کاغذ خریدے اور احادیث نقل کرلے۔کہا جاتا ہے کہ حارث الاعورؒ نے کاغذ خریدا اور حضرت علیؓ کی خدمت میں آئے۔حضرت علیؓ نے انہیں بہت سی معلومات تحریر کرائیں۔(۲۸)

۵۔حضرت جابرؓ کا مسودہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ حضورا کرمﷺ کے مشہور صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جنہوں نے کثیر تعداد میں حدیثیں روایت کی ہیں۔حضرت جابرؓ نے بھی مسودے کتابت کیے تھے۔ان میں سے ایک میں حجۃ الوداع کی تفصیل درج تھی۔اس کا مکمل متن صحیح مسلم میں موجود ہے۔دوسرے نسخے میں مختلف موضوع کی احادیث تھیں۔ان کے شاگرد حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت جابرؓ کا نسخہ سورۃ البقرہ سے زیادہ یاد ہے۔مسند عبدالرزاق میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔(۲۹)

۶۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مسودہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضورا کرمؐ کے عم زاد تھے۔آنحضرتؐ کے وصال کے وقت کم عمر تھے۔انہوں نے حفاظتِ حدیث کے خیال سے ان احادیث کو لکھنا شروع کیا جو انہوں نے خود آپﷺ سے سنی تھی یا صحابہ کرامؓ سے مروی تھیں۔جب انہیں کسی دوسرے صحابیؓ کے پاس کسی حدیث کی خبر ملتی تو صرف اس حدیث کو سننے کے لیے سفر اختیار کرتے۔اس طرح انہوں نے احادیث کا ایک کثیر مجموعہ تیار کرلیا تھا۔ان احادیث کے مجموعے کو ''بارشتر'' قرار دیا جاسکتا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی وفات کے بعد احادیث کے یہ مجموعے ان کے شاگرد کریب بن ابی مسلم کو منتقل ہوگئے۔مشہور مورخ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ قریب ہمارے لیے ابن عباسؓ کی کتابوں کو ایک اونٹ پر لاد کر کے لائے تھے۔جب کبھی علی بن عبداللہ بن عباسؓ کو کسی کتاب کی ضرورت ہوتی تو وہ قریب کو لکھتے کہ مجھے فلاں کتاب بھیج دیجئے۔قریب اس کتاب کا نسخہ تیار کر کے انہیں ارسال کردیتے۔حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد اس مسودے کی نقول تیار کیا کرتے تھے اور پھر پڑھ کر سناتے۔کبھی کبھی حضرت ابن عباسؓ شاگردوں کے سامنے احادیث بیان کیا کرتے تھے اور شاگرد انہیں لکھ لیا کرتے تھے۔(۳۰)

۷۔حضرت رافع بن خدیجؓ کا مسودہ

حضرت رافع بن خدیجؓ کو حضور اکرمؐ نے خود احادیث کی کتابت کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔مسند امام احمد بن حنبلؒ میں ہے کہ ایک مرتبہ مروان نے خطبہ پڑھا جس میں مکہ مکرمہ کی حرمت کا ذکر تھا۔اس پر حضرت رافعؓ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اگر مکہ مکرمہ حرم ہے تو مدینہ منورہ میں بھی حرم ہے جسے حضور اکرمؐ نے حرم قرار دیا ہے اور یہ حکم ہمارے پاس چمڑے پر لکھا ہوا موجود ہے۔اگر تم چاہو تو میں پڑھ کر سناؤں ۔اس پر مروان نے کہا کہ ہاں ،ہم تک بھی آنحضرتؐ کا یہ حکم پہنچا ہے۔(۳۱)

۸۔حضرت ابو بکرؓ کا مسودہ:

صحیح بخاری سنن ابی داؤد باب فی زکوٰۃ السائمہ نسائی باب زکوٰۃ الابل میں مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب حضرت انسؓ کو بحرین کا عامل مقرر کیا تو زکوٰۃ کے مسائل اور احکام پر مشتمل ایک تفصیلی تحریر ان کے حوالے کی۔امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں گیارہ مقامات پر ان کی روایتیں بیان کی ہیں۔(۳۲)

۹۔حضرت سمرہ بن جندبؓ کا مسودہ

حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں حضرت حسن بصریؒ کے ترجمے میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت سمرہ بن جندبؓ سے احادیث کا ایک بڑا نسخہ روایت کیا ہے جن کی بہت سی احادیث سننِ اربعہ میں ہیں۔(۳۳)

صحابہ کرامؓ کے زمانے میں تابعین کے نسخے

دوسری صدی ہجری تک تابعین حضرات کے ہاں تدوینِ حدیث میں موضوع کی ترتیب نہ تھی۔انہوں نے ہر صحابیؓ کے شاگردوں سے سنی ہوئی احادیث تحریر کریں۔ان میں سے ایک کتاب ''الا بواب'' جس کے مرتب امام شعبیؒ ہیں۔ اس کتاب کے مختلف ابواب ہیں اور ہر باب میں ایک ہی موضوع پر احادیث ہیں۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عام ترتیب کے مطابق مدون حدیث کی کتاب پہلی صدی ہجری میں ترتیب دی گئی تھی۔

حضرت حسن بصریؒ (متوفی ۱۱۰ھ) نے قرآنِ حکیم کی تفسیر پر مبنی ایک کتاب تحریر کی۔یہ بھی پہلی صدی ہجری ہی میں تحریر کی گئی۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (متوفی ۱۰۱ھ) جب خلیفہ بنے تو تمام گورنروں کو سرکاری حکم جاری کیا کہ وہ اپنی نگرانی میں صحابہ کرامؓ اور ان کے شاگردوں میں سے صاحب علم حضرات کو جمع کر کے ان سے احادیث حاصل کریں۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ احادیث کے بہت سے مجموعے تیار ہوئے اور ملک میں تقسیم کیے گئے۔ابنِ شہاب زہری بھی انہی ابتدائی تدوین کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔

صحیفہ ہمام بن منبہ

حضرت ابو ہریرہؓ کے ایک شاگرد نے ان سے سنی ہوئی احادیث تحریر کیں جن کا نام ''الصحیفہ الصحیحہ'' تھا۔اس نسخے کی تمام احادیث بعد ازاں دوسری کتابوں میں شامل ہوئیں۔اس کا مکمل مسند امام احمد میں موجود ہے۔

کتاب خالد بن معدانؒ متوفی سنہ ۱۰۴ھ

کتب ابوقلابہؒ متوفی سنہ ۱۰۴ھ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی متوفی ۲۵ رجب سنہ ۱۰۱ھ میں ہوئی۔ (۳۴) اس وقت امام شعبیؒ، امام زہریؒ، امام مکحولؒ اور قاضی ابوبکرؒ کی تصانیف پوری اسلامی مملکت میں تقسیم ہوچکی تھیں۔ امام شعبیؒ نے پانچ سو صحابہ کرامؓ کی زیارت کی تھی اور امام ابوحنیفہؒ کے شیوخ میں سے تھے۔ ابومجلزؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبیؒ سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ عاصم احولؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ، بصری اور حجاز میں شعبیؒ سے بڑا عالم نہ پایا۔ امام شعبیؒ کی وفات ۱۰۳ھ میں ہوئی۔ (۳۵)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ قاضی ابوبکرؒ اپنے عہد میں مدینے کے بڑے فقیہ تھے۔ ان کے اہل خانہ کا بیان ہے کہ وہ چالیس برس تک بستر پر نہ سوئے۔ امام ابن شہاب، زہری، حضرت انس بن مالکؓ، سہل بن سعد، سائب بن یزید اور دیگر حضرات سے استفادہ کیا۔ عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے زہریؒ سے بڑھ کر حدیث بیان کرنے والے کو نہیں دیکھا۔ سعد بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ حضور اکرمؐ کے بعد کسی شخص نے زہری جیسا علم حاصل نہ کیا۔ امام زہریؒ کی وفات ۱۲۴ھ میں ہوئی۔ (۳۶)

پہلی اور دوسری صدی ہجری میں تابعین نے علم کی جو خدمات انجام دی ہیں ذیل میں اس کی فہرست دی جارہی ہے۔

پہلی صدی ہجری کی تدوین حدیث

کتاب خالد بن معدان (متوفی ۱۰۴ھ)، کتب ابوقلابہ (متوفی ۱۰۴ھ)، صحیفہ ھمام بن منبہ، کتب حضرت حسن بصری (۲۱۔۱۱۰ھ)، کتب محمد الباقر (۵۶۔۱۱۴ھ)، کتب مکحول شامی، کتب حکم بن عتبہ، کتاب بکیر بن عبداللہ بن الاشج، کتب قیس بن سعد (متوفی ۱۱۷ھ)، کتاب سلیمان الیشکری، الا بواب للشعبیؒ، کتب ابن شہاب الزہریؒ، کتاب العالیہؒ، سعید ابن جبیرؒ (متوفی ۹۵ھ)، کتب عمر بن عبدالعزیزؒ (۶۱۔۱۰۱ھ)، کتاب مجاہد بن جبر (متوفی ۱۰۳ھ)، کتب رجاء بن حیوۃؒ (متوفی ۱۱۲ھ)، کتاب ابوبکر محمد بن عمرو بن حزمؒ، کتاب بشیر بن نہیک۔ (۳۷)

دوسری صدی ہجری کی تصنیف شدہ کتب حدیث

کتاب عبدالملک بن جریبؒ (متوفی ۱۵۰ھ)، موطا امام مالک بن انسؒ (۹۳۔۱۷۹ھ)، موطا ابن ابی ذئب (۸۰۔۱۵۳ھ)، مغازی محمد بن اسحاقؒ (متوفی ۱۵۱ھ)، مسند ربیع بن صبیحؒ (متوفی ۱۶۰ھ)، کتاب سعید بن ابی عروبہؒ (متوفی ۱۵۶ھ)، کتاب حماد بن سلمہؒ (متوفی ۱۶۷)، جامع سفیان الثوریؒ (۹۷۔۱۶۱ھ)، جامع معمر بن راشدؒ (۹۵۔۱۵۳ھ)، کتاب عبدالرحمٰن الاوزاعیؒ (۸۸۔۱۵۷ھ)، کتاب الزھد۔ عبداللہ بن مبارکؒ (۱۱۸۔۱۸۱ھ)، کتاب ھشیم بن بشیرؒ (۱۰۴۔۱۸۳ھ) کتاب جریر بن عبدالحمیدؒ (۱۱۰۔۱۸۸ھ)، کتاب عبداللہ بن وھبؒ (۱۲۵۔۱۹۷ھ)، کتاب یحیٰی بن ابی کثیرؒ (متوفی ۱۲۹ھ)، کتاب محمد سوقہؒ (متوفی ۱۳۵ھ)، تفسیر زید بن اسلمؒ (متوفی ۱۳۶ھ)، کتاب موسیٰ بن عقبہؒ (متوفی ۱۴۱ھ)، کتاب اشعت بن عبدالملک (متوفی ۱۴۲ھ)، کتاب عقیل بن خالدؒ (متوفی ۱۴۲ھ)، کتاب یحیٰی بن سعید

انصاریؒ (متوفی ۱۴۳ھ)، کتاب عوف بن ابی جمیلہ (متوفی ۱۴۶ھ)، کتاب جعفر بن محمد الصادق (متوفی ۱۴۸ھ)، کتاب یونس بن یزیدؒ (متوفی ۱۵۲ھ)، کتاب عبدالرحمٰن المسعودیؒ (متوفی ۱۶۰ھ)، کتب زائدہ ابن قدامہؒ ۱۶۱ھ، کتب ابراہیم الطہمانؒ (متوفی ۱۶۳ھ)، کتب ابوحمزہ السکریؒ (متوفی ۱۶۷ھ)، الغرائب شعبہ بن الحجاجؒ (متوفی ۱۶۴ھ)، کتب عبدالعزیز بن عبداللہ الماجشونؒ (متوفی ۱۶۴ھ)، کتب عبداللہ بن عبداللہ بن ابی اویسؒ (متوفی ۱۶۹ھ)، کتب سلیمان بن حلالؒ (متوفی ۱۷۲ھ)، کتب عبداللہ بن لہیعہؒ (متوفی ۱۷۴ھ)، جامع سفیان بن عیینہؒ (متوفی ۱۹۸ھ)، کتاب الاثار امام ابوحنیفہؒ (متوفی ۱۵۰ھ)، مغازی معتمر بن سلیمانؒ (متوفی ۱۸۷ھ)، مصنف وکیع بن جراح (متوفی ۱۹۶ھ)، مصنف عبدالرزاق بن ہمامؒ (۱۳۶۔۲۲۱ھ)، مسند زید بن علیؒ (۷۶۔۱۲۲ھ)، کتب امام شافعیؒ (۱۵۰۔۲۰۴ھ)۔(۳۸)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تدوینِ حدیث کے کام کا آغاز پہلی اور دوسری صدی ہی سے ہو چکا تھا اور خلافتِ راشدہ کے زمانے ہی سے دارالحدیث قائم ہو چکے تھے جن میں صحابہ کرامؓ نے تعلیم کا سلسلہ جاری کر دیا تھا اور کتنے ہی تابعین فیض حاصل کر کے دین کی خدمت میں مشغول ہو گئے تھے۔

حاصل مقالہ

آغاز اسلام سے حدیث کی حفاظت شروع ہو چکی تھی البتہ حفاظتِ حدیث کی شکلیں مختلف تھیں۔ابتداءِ اسلام میں کتابتِ حدیث کی ضرورت بھی نہ تھی اور اسے ضروری سمجھا بھی نہ گیا کیوں کہ قرنِ اوّل کے لوگوں کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ انہیں کسی بات کو محفوظ رکھنے کے لیے لکھنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ لکھنے کو معیوب تصور کیا جاتا تھا۔عرب کے لوگ خاندانوں کے شجرے، واقعات اور سینکڑوں قصیدے زبانی یاد رکھتے تھے۔ابتداءِ اسلام میں قرآن وحدیث کے درمیان واضح امتیاز رکھنے کے لیے وقتی طور پر حدیث کی کتابت پر پابندی عائد کر دی گئی تھی پھر جب لوگوں کے دل ودماغ پر قرآن کا اعجاز چھا گیا اور کلام الٰہی اور کلام انسانی میں فرق کرنے لگے تو ممانعت ہٹا دی گئی اور دورِ نبوت ہی میں انفرادی طور پر کتابتِ حدیث کا آغاز ہو چکا تھا البتہ اجتماعی کتابت وحفاظت صرف قرآن کریم ہی کی گئی تا کہ وحی متلو اور وحی غیر متلو میں فرق نمایاں رہے۔نیز دورِ نبوت و دورِ صحابہ میں کتابتِ حدیث کی اجازت مرحمت ہو جانے کے بعد بہت سے صحابہ کرامؓ نے اپنے اپنے طور پر مختلف مجموعے اور مسودے اپنے پاس لکھ کر محفوظ بھی کیے تھے مثلاً سیّدنا حضرت ابوبکرؓ کا مسودہ، سیّدنا حضرت علیؓ کا مسودہ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ، حضرت سمرہ بن جندبؓ وغیرہ کے مسودے کتابت کی صورت میں ان کے پاس محفوظ تھے۔دورِ صحابہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے دور میں احادیث کو مدوّن شکل میں محفوظ کر لیا گیا چنانچہ دوسری صدی ہجری میں حدیث کی بیشمار کتابیں تصنیف کی گئیں۔

مراجع وحواشی

(۱) سجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الطب، ج۲، ص۵۴۲

(۲) عثمانی، مفتی محمد رفیع، کتابت حدیث، ص۱۴۶۔۱۳۷، ناشر: ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۹۷ء

(۳) عسقلانی، ابن حجر، حافظ، فتح الباری، ج۹، ص۱۸، دار المعرفۃ بیروت، سنہ طباعت ۱۳۰۱ھ

(۴) کتابت حدیث، ص۱۳۵۔۱۳۶　(۵) ابن عبدالبر، حافظ، جامع بیان العلم، ج۱، ص۲۶۹

(۶) فتح الباری، ج۹، ص۱۱　(۷) مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ج۲، ص۴۱۴

(۸) محمد بن سعد، امام طبقات ابن سعد، ج۳، ص۲۰۶، مکتب دارصادر، بیروت، لبنان، للطباعۃ النشر ۱۹۵۷ء

(۹) ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ج۲، ص۹۱، مکتبہ امین کمپنی اردو بازار دہلی

(۱۰) سیوطی، جلال الدین، تدریب الروای، ص۲۸۶، المکتبۃ العلمیۃ مدینہ منورہ، ۱۳۷۹ھ

(۱۱) سنن ابی داؤد، ج۲، ص۵۱۳

(۱۲) حاکم، امام، المستدرک الحاکم، ج۱، ص۱۰۶، ناشر: مکتبۃ ومطابع النصر الحدیث الریاض ص۔ب ۵۲۶

(۱۳) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ج۱، ص۲۱، مکتبہ یادگار شیخ لاہور

(۱۴) طبقات ابن سعد، ج اول، ص۲۶۳　(۱۵) ایضاً، ج اول، ص۶۴　(۱۶) ایضاً، ج اول، ص۲۸۷

(۱۷) القاری، حافظ ملا علی، المرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ، ج اول، ص۸۸، مکتبہ امدادیہ ملتان

(۱۸) طبقات ابن سعد، ج اول، ص۳۴۵　(۱۹) ایضاً، ج اول، ص۳۴۸　(۲۰) ایضاً، ج اول، ص۳۵۳

(۲۱) نسائی، امام، سنن النسائی، ج۲، ص۲۵۲، ناشر: نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

(۲۲) سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ، ص۲۱۸ تا ۲۲۱، جلد۱　(۲۳) جامع ترمذی، ج۱، ص۲۰۶　(۲۴) فتح الباری، ج۱، ص۱۸۴

(۲۵) ابن اثیر، امام، اسدالغابہ، ج۳، ص۲۳۳۔۲۳۴، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان

(۲۶) مستدرک الحاکم، ج۳، ص۵۷۴۔۵۷۳　(۲۷) صحیح بخاری، ج۱، کتاب الجہاد، ص۴۵۰

(۲۸) طبقات ابن سعد، ج۶، ص۱۶۸　(۲۹) عبدالرزاق، امام، مسند عبدالرزاق، رقم الحدیث ۲۰۲۷۷، ج۱۱، مجلس علمی کراچی

(۳۰) دارمی، امام، سنن الدارمی، ج اول، ص۱۵۰، قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳۱) احمد، امام، مسند احمد بن حنبل، ج۴، ص۱۴۱، المکتب الاسلامی بیروت۔لبنان، دارالفکر، سنہ طباعت ۱۳۹۸ھ

(۳۲) صحیح بخاری، ج اول، ص۱۹۵

(۳۳) عسقلانی، حافظ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج۲، ص۲۶۹، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، سنہ طباعت ۱۳۲۶ھ

(۳۴) ایضاً، ج۷، ص۴۷۷　(۳۵) ایضاً، ج۵، ص۶۷

(۳۶) ذہبی، حافظ شمس الدین، تذکرۃ الحافظ، ج۱، ص۱۰۸۔۱۰۷، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، سنہ طباعت ۱۳۳۳ھ

(۳۷) عثمانی، محمد تقی، "The Authority of Sunnah" اردو ترجمہ عثمانی، سعود اشرف، حجیت حدیث، ص۱۴۸ تا ۱۵۰، ادارہ اسلامیات لاہور، طبع اول ۱۴۱۱ھ　(۳۸) ایضاً ص۱۵۰ تا ۱۵۲